تخفیف وسہولت کے اصول کے عملی مظاہر: قصص الحدیث کا خصوصی مطالعہ

The Practical Reflections of Ease and: A Special Study of Qasas al-Hadith

Dr. Muhammad Naveed
Assistant Professor, Institute of Islamic Studies & Sharia,
MY University, Islamabad, Pakistan. Email.h.m.naveed91@gmail.com
Ayaz Akhter
Ph.D. Scholar, Institute of Islamic Studies & Sharia,
MY University, Islamabad, Pakistan. Email. ayaz502000@gmail.com
Farah Sadique
Ph.D. Scholar, Institute of Islamic Studies & Sharia,
MY University, Islamabad, Pakistan. Email. naeemulirfan@gmail.com

Abstract

This research explores the principles of ease and facilitation (تخفیف و سہولت) as manifested in the Prophetic narratives (Qasas al-Hadith), highlighting their practical and ethical reflections in daily human conduct. Through the study of selected Hadith stories — such as the man who removed a thorny branch from the path, the creditor who showed mercy to debtors, and the person who quenched the thirst of a dog — the paper examines how small acts of kindness and social responsibility are elevated to divine acceptance. The study argues that these narratives, though simple in form, embody profound theological, moral, and civilizational meanings. They reflect Islam’s humanistic vision, where compassion, forgiveness, and public welfare are not peripheral virtues but central manifestations of faith. Historically, scholars like Ibn Hajar, al-‘Ayni, and al-Zarqani have discussed the anonymous nature of these characters, suggesting that

they belong to previous nations, possibly Bani Israel, yet their moral universality transcends all eras. Thematically, these accounts promote social harmony, environmental care, empathy towards humans and animals alike, and mercy in financial dealings — all as expressions of divine pleasure. The research concludes that ease and facilitation in prophetic teachings are not abstract theological ideals but practical guidelines for spiritual refinement and communal ethics, reminding believers that even the smallest good deed, done sincerely, may become a means of eternal salvation.

Keywords: Ease, Facilitation, Prophetic Narratives, Qasas al-Hadith, Compassion, Forgiveness, Civilizational Ethics.

موضوعِ تحقیق کا تعارف، اہمیت اور پسِ منظر:

اسلامی تعلیمات کا بنیادی مزاج تخفیف، سہولت اور اعتدال پر مبنی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی احادیثِ مبارکہ میں یہ اصول نہ صرف قولی بلکہ عملی نمونوں کی صورت میں نمایاں نظر آتا ہے۔ قصصِ الحدیث میں مذکور ایسے واقعات جن میں معمولی نیکیوں کے نتیجے میں مغفرت اور رحمت کا نزول ہوتا ہے، اس حقیقت کو اجاگر کرتے ہیں کہ اسلام میں آسانی پیدا کرنا، رحم، عفو اور حسنِ سلوک ہی حقیقی ایمان کی علامتیں ہیں۔ یہ تحقیق اسی اصولِ تخفیف و سہولت کے عملی مظاہر کو اجاگر کرتی ہے، تاکہ قاری کو یہ شعور حاصل ہو کہ اسلام عبادات کے ساتھ ساتھ انسانی معاملات میں بھی نرمی، وسعتِ قلبی اور آسانی کو ترجیح دیتا ہے۔ عصری تناظر میں جہاں مذہب کو بعض اوقات سختی سے تعبیر کیا جاتا ہے، وہاں قصص الحدیث کی روشنی میں یہ مطالعہ اسلام کے رحمانی اور انسان دوست پہلو کو نمایاں کرتا ہے۔ ذیل میں تین قصص الحدیث اسی تناظر میں بیان کیے جا رہے ہیں۔

1۔کانٹے دار شاخ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي عَلَى طَرِيقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ، فَقَالَ: لَأَرْفَعَنَّ هَذَا لَعَلَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَغْفِرُ لِي بِهِ، فَرَفَعَهُ، فَغَفَرَ اللهُ لَهُ بِهِ، وَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ "۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص راستے پر چلتا ہوا جا رہا تھا، اس کو راستے پر کانٹے کی ایک شاخ نظر آئی، اس نے اپنے تئیں کہا کہ میں اس کو ہٹا دیتا ہوں، ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بسب اس کے مجھے بخش دے، اور اس نے وہ کانٹے دار شاخ راستے سے ہٹا دی، تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا اور جنت میں داخل فرما دیا۔

تاریخی مباحث: مذکورہ بالا قصہ میں جس شخص کا قصہ بیان ہوا ہے، اس کے نام کی بابت امام ابن حجر عسقلانی نے فرمایا ہے کہ اس کا نام معلوم نہیں ہو سکا، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کو بغیر نام کے بیان فرمایا ہے۔[2] امام عینی نے فرمایا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کو (نام کی بجائے) صفت کے ساتھ بیان فرمایا ہے،[3]

1۔ احمد بن حنبل، ابو عبد اللہ، الشیبانی (متوفی: 241ھ)، المسند، مؤسسۃ الرسالۃ، ط1، 1421ھ، 2001ء، مسند المکثرین من الصحابۃ، مسند ابی ھریرہ، ج16، ص198، ح10289؛ ج13، ص240، ح7847؛ ج13، ص407، ح8039؛ ج14، ص207، ح8520؛ ج15، ص222، ح9379؛ مسند انس بن مالک، ج20، ص34، ح12571؛ ج21، ص99، ح13410؛ صحیح بخاری، دار طوق النجاۃ، ط1، 1422ھ، کتاب الاذان، باب فضل التھجیر الی الظھر ج1، ص132، ح652؛ مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، دار احیاء التراث العربی، بیروت، کتاب الامارۃ، باب بیان الشھداء، ج3، ص1521، ح1914

2۔ عسقلانی، احمد بن علی، ابن حجر، ابو الفضل (المتوفی: 852ھ)، فتح الباری شرح صحیح البخاری، دار المعرفۃ، بیروت، 1379ھ، بدء الوحی، ج1، ص262

3۔ بدر الدین العینی، ابو محمد، محمود بن احمد، الغیتابی الحنفی (المتوفی: 855ھ)، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، دار احیاء التراث العربی، بیروت، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب فضل التھجیر الی الظھر، ج5، ص171

مزید برآں امام زرقانی[4] کی بھی یہی تحقیق ہے۔[5] تاہم ابن حبان کی روایت میں "تم سے پہلے زمانہ میں ایک شخص"[6] کا مفہوم موجود ہے، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے، کہ شاید یہ بنی اسرائیل کے کسی شخص کا واقعہ ہو، اور اس سے پہلی امتوں میں سے کسی فرد کا واقعہ ہونا بھی بعید نہ ہے، کیونکہ اس میں کسی امت یا عہد کی صراحت نہ ہے، واللہ اعلم۔

بہر حال اس کا قدرے مفصل قصہ یوں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے زمانہ میں ایک شخص، جس نے کبھی کوئی بھلائی کا کام نہیں کیا تھا،[7] لیکن وہ مسلمان تھا[8]، اور راستے پر چلتا ہوا جارہا تھا، اس کو راستے پر کانٹے کی ایک شاخ نظر آئی، یا وہ شاخ درخت سے جھکی ہوئی تھی، آنے جانے والوں کے سروں سے ٹکراتی تھی،[9] اس نے اپنے تئیں کہا کہ میں اس کو ہٹادیتا ہوں، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ کسی مسلمان کو تکلیف دے،[10] ایک روایت میں ہے کہ وہ مکمل ایک درخت تھا، جو واقعی مسلمانوں کو تکلیف دیتا بھی تھا،[11] اس شخص نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بسب اس کے مجھے بخش دے، اور اس نے وہ کانٹے دار شاخ راستے سے ہٹا دی، پس

4۔ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف المصری، الازہری، الزرقانی (1055–1122ھ = 1645–1710ء) مالکی المسلک ہیں، آپ دیارِ مصریہ کے محدث ہیں، ولادت ووفات قاہرہ میں ہوئی، مصر کے علاقہ "زرقان" کی طرف نسبت ہوئی، آپ کی کتب میں "تلخیص المقاصد الحسنۃ، شرح البیقونیۃ، شرح المواھب اللدنیۃ، شرح موطأ الامام مالک، وصول الامانی" شامل ہیں۔ (الزرکلی، خیر الدین بن محمود بن محمد (متوفی:1396ھ)، الاعلام، دار العلم للملایین، ط15، 2002، حرف المیم، ج6، ص184)

5۔ الزرقانی، محمد بن عبد الباقی بن یوسف المصری، الازہری، شرح الزرقانی علی موطا الامام مالک، مکتبۃ الثقافۃ الدینیۃ، القاھرۃ، ط1، 1424ھ، 2003ء، کتاب صلاۃ الجماعۃ، باب ماجاء فی العتمۃ والصبح، ج1، ص469، تحت حدیث:295

6۔ الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان (معروف بہ صحیح ابن حبان)، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، ط1، 1408ھ، 1988ء، کتاب البر والاحسان، فصل من البر والاحسان، ذکر البیان بان ھذا الرجل الذی نحی غصن الشوک عن الطریق لم یعمل خیرا غیرہ، ج2، ص296، ح538

7۔ ایضاً، ص297، ح540

8۔ مسند احمد بن حنبل، مسند المکثرین من الصحابۃ، مسند ابی ھریرہ، ج14، ص194، ح8498

9۔ ایضاً، ج13، ص407، ح8039

10۔ مسند ابی یعلی الموصلی، تابع مسند ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ، شھر بن حوشب، عن ابی ھریرۃ، ج11، ص371، ح6485

11۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والاداب، باب النھی عن الاشارۃ بالسلاح الی مسلم، ج4، ص2021، ح1914

اللہ تعالیٰ کی ذات اس کے اس کام سے خوش ہوئی،[12] اور اس کو بخش دیا، ایک روایت میں ہے کہ اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے،[13] اور جنت میں داخل فرما دیا، نبی محتشم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے خود اس شخص کو جنت کے سائے میں بحالتِ خوشی دیکھا ہے۔[14] ایک روایت کے مطابق یہ سارا قصہ اس وقت پیش آیا، جب اللہ تعالیٰ نے اس کا محاسبہ کیا، اور اس کے پاس اس نیکی کے علاوہ کوئی اچھائی نہ تھی۔[15]

تخفیف وسہولت کے اصول:

اس قِصّہ سے درج ذیل تخفیف وسہولت کے اصولوں اور دیگر مباحث کا حصول ہوتا ہے:

انسانیت کی خدمت میں کامیابی: ہر دور میں ایسے لوگ پائے گئے ہیں، جنہوں نے انسانیت کی خدمت اور رفاہِ عامہ کو اپنا شعار بنایا، قدیم تہذیب و ثقافت میں بھی انسانیت کی خدمت کی جاتی تھی، ان احادیث مبارکہ سے یہ درس ملتا ہے کہ انسانیت کی خدمت کرنا اور انسانوں کو تکلیف دہ اشیاء سے محفوظ رکھنے کے لیے جدوجہد کرنا، نجات و کامیابی کا ذریعہ ہے۔ اس کی اہمیت صحیح مسلم کی اس حدیث سے بھی عیاں ہوتی ہے کہ نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: میرے سامنے میری امت کے اچھے برے اعمال پیش کیے گئے، تو اچھے اعمال کی فہرست میں مجھے راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا بھی نظر آیا اور برے اعمال کی فہرست میں مسجد کے اندر تھوکنا بھی نظر آیا، جسے مٹی میں نہ ملایا جائے۔[16] لہذا راستے سے کانٹا، ہڈی، اینٹ، پتھر، گندگی، غرضیکہ جس سے کسی مسلمان راہ گیر کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو، اس کو ہٹا دینا بھی نیکی ہے، چونکہ ایک مسلم دوسرے مسلم کے لیے راستے سے تکلیف دِہ اشیاء ہٹا کر اسے محفوظ رکھتا ہے، گویا اس نے اس حفاظت کے ذریعے اپنے مسلم بھائی پر صدقہ کیا، یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے راستے سے تکلیف دِہ اشیاء کو ہٹا دینے کو بھی صدقہ قرار دیا ہے۔[17]

12۔ صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، فصل من البر والاحسان، ذکر البیان بان ھذا الرجل الذی نحی غصن الشوک عن الطریق لم یعمل خیرا غیرہ، ج2، ص297، ح540

13۔ ایضاً، ح539

14۔ مسند احمد بن حنبل، مسند المکثرین من الصحابۃ، مسند انس بن مالک، ج20، ص34، ح12571

15۔ صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، فصل من البر والاحسان، ذکر البیان بان ھذا الرجل الذی نحی غصن الشوک عن الطریق لم یعمل خیرا غیرہ، ج2، ص296، ح538

16۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ، باب النھی عن البصاق فی المسجد فی الصلاۃ وغیرھا، ج1، ص390، ح553

17۔ ایضاً، کتاب الکسوف، باب بیان ان اسم الصدقۃ یقع علی کل نوع من المعروف، ج2، ص699، ح1009

اعمال صغیرہ پر اللہ تعالیٰ کی مہربانی: قدیم تہذیبوں میں بھی نرم دل اور انسان دوست پائے جاتے تھے، عصرِ حاضر میں بھی ایسے لوگوں کی کمی نہ ہے، دراصل جو بندوں پر مہربانی کرتا ہے، رب تعالیٰ اس پر کرم فرماتا ہے، کسی کو پھانسنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے، بلکہ پھنسے کو نکالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ معمولی نیکی کو بھی معمولی سمجھ کر چھوڑ نہیں دینا چاہیے، بلکہ کبھی ایک قطرہ بھی جان بچالیتا ہے۔ ممکن ہے کہ چھوٹا عمل بخشش کا ذریعہ بن جائے اور کوئی معمولی گناہ چھوٹا سمجھ کر نہیں کر لینا چاہیے کہ کبھی چھوٹی چنگاری سارا گھر جلا ڈالتی ہے۔ سبحان اللہ! کیا رب تعالیٰ کی مہربانیاں ہیں، جو نبی کریم ﷺ کے طفیل اس امت کو ملیں، وہ معمولی کام جن میں نہ خرچ ہو نہ تکلیف، ثواب کا باعث بن گئے، کسی کو راستہ بتادینا، یا مسئلہ سمجھادینا، بھی ثواب کا باعث ہو گیا۔[18] اللہ تعالیٰ کا صدق دل سے شکر بجا لانا چاہیے، جس نے چھوٹے چھوٹے کاموں میں بھی مومنین کے لیے بے حساب ثواب رکھا ہے۔

2۔ مقروض کے ساتھ نرمی برتنے والا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ:"إِنَّ رَجُلًا لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ، كَانَ يُدَايِنُ النَّاسَ، فَيَقُولُ لِرَسُولِهِ:خُذْ مَا تَيَسَّرَ، وَاتْرُكْ مَا عَسُرَ وَتَجَاوَزْ، لَعَلَّ اللهَ يَتَجَاوَزُ عَنَّا، فَلَمَّا هَلَكَ، قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ:هَلْ عَمِلْتَ خَيْرًا قَطُّ؟ قَالَ:لَا، إِلَّا أَنَّهُ كَانَ لِي غُلَامٌ، وَكُنْتُ أُدَايِنُ النَّاسَ، فَإِذَا بَعَثْتُهُ يَتَقَاضَى، قُلْتُ لَهُ:خُذْ مَا تَيَسَّرَ، وَاتْرُكْ مَا عَسُرَ وَتَجَاوَزْ، لَعَلَّ اللهَ يَتَجَاوَزُ عَنَّا، قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ:قَدْ تَجَاوَزْتُ عَنْكَ"۔[19]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی محتشم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کبھی کوئی بھلائی کا کام کیا ہی نہیں تھا، ہاں وہ لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا، اور اپنے قاصد کو کہتا تھا کہ جو قرض آسانی سے واپس ملے،

18۔ نعیمی، احمد یار خان(المتوفی: 1971ء)، مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، مکتبۂ اسلامیہ، لاہور، س، ن، باب صدقہ کی فضیلت، دوسری فصل، ج3، ص97

19۔ مسند احمد بن حنبل، مسند المکثرین من الصحابۃ، مسند ابی ھریرہ، ج14، ص344، ح8730؛ ج13، ص24، ح7579؛ مسند الشامیین، بقیۃ حدیث ابی مسعود البدری الانصاری، ج28، ص296، ح17064؛ ص313، ح17083؛ احادیث رجال من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث حذیفۃ بن یمان، ج38، ص375، ح23353؛ صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب حدیث الغار، ج4، ص176، ح3480؛ صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب فضل انظار المعسر، ج3، ص1195، ح1561؛ نسائی، احمد بن شعیب، المجتبی من السنن=السنن الصغری للنسائی، مکتب المطبوعات الإسلامیۃ-حلب، ط8، 1406-1986، کتاب البیوع، حسن المعاملۃ والرفق فی المطالبۃ، ج7، ص318، ح4694

اسے لے لو اور جس میں (مقروض کی تنگدستی کی وجہ سے) دشواری پیش آئے، اسے چھوڑ دو اور معاف کر دو، شاید اللہ تعالیٰ ہماری غلطیوں کو معاف کر دے، جب وہ مر گیا، تو اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا: کیا تم نے کبھی کوئی خیر کا کام کیا؟ اس نے کہا: نہیں، سوائے اس کے کہ میرے پاس ایک لڑکا تھا، میں لوگوں کو قرض دیتا تھا، جب میں اس لڑکے کو تقاضا کرنے کے لیے بھیجتا، تو اس سے کہتا کہ جو آسانی سے ملے، اسے لے لینا اور جس میں دشواری ہو، اسے چھوڑ دینا اور معاف کر دینا، شاید اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کر دے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر میں نے بھی تمھیں معاف کر دیا۔

تاریخی مباحث: مذکورہ بالا قصہ میں جو شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا، بقول امام ابن حجر عسقلانی اس شخص کا نام نبی اکرم ﷺ نے بیان نہیں فرمایا،[20] تاہم اس قصہ کو امام بخاری نے بنی اسرائیل کے باب میں ذکر کیا ہے۔[21] اور امام بخاری کی دوسری روایت میں "تم سے پہلے زمانہ میں ایک آدمی کی روح سے ملائکہ نے ملاقات کی"[22] کے الفاظ موجود ہیں، یہ سب امور اسی کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ یہ اسرائیلی شخص تھا، بہر حال اس کا قدرے مفصل قصہ یوں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی محتشم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تم سے پہلے زمانہ میں ایک آدمی تھا، جس نے کبھی کوئی بھلائی کا کام کیا ہی نہیں تھا، ہاں وہ لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا، ایک حدیث میں ہے کہ وہ خرید و فروخت کیا کرتا تھا[23]، اور اپنے قاصد، اور ایک روایت کے مطابق اپنے (پاس کام کرنے والے) نوجوانوں[24] کو قرض کا تقاضا کرنے کے لیے بھیجتا،[25] تو اسے کہتا تھا کہ جو قرض آسانی سے واپس ملے، اسے لے لو اور جس میں دشواری پیش آئے، یعنی جو تنگدست ہو،[26] اسے چھوڑ دو اور معاف کر دو، شاید اللہ تعالیٰ ہماری غلطیوں کو معاف کر دے، جب وہ مر گیا، تو اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا: کیا تم نے کبھی کوئی خیر کا کام کیا؟ اس نے کہا: نہیں، سوائے اس کے

20۔ عسقلانی، فتح الباری شرح صحیح بخاری، کتاب البیوع الی السلم، ج1، ص298

21۔ صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل، ج4، ص151، ح3451؛ عسقلانی، فتح الباری شرح صحیح بخاری، قولہ باب من انظر موسرا، ج4، ص308، تحت حدیث: 2077

22۔ صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب من انظر معسرا، ج3، ص57، ح2077

23۔ مسند احمد بن حنبل، احادیث رجال من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث حذیفۃ بن یمان، ج38، ص375، ح23353

24۔ صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب من انظر معسرا، ج3، ص58، ح2078

25۔ ابن حبان کتاب البیوع، باب الدیون، ج11، ص422، ح5043

26۔ مسند احمد بن حنبل، مسند المکثرین من الصحابۃ، مسند ابی ھریرہ، ج13، ص24، ح7579

کہ میرے پاس ایک لڑکا تھا، میں لوگوں کو قرض دیتا تھا، جب میں اس لڑکے کو تقاضا کرنے کے لیے بھیجتا، تو اس سے کہتا کہ جو آسانی سے ملے، اسے لے لینا اور جس میں دشواری ہو، اسے چھوڑ دینا اور معاف کر دینا، شاید اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کر دے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر میں نے بھی تمھیں معاف کر دیا، ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو فرمایا کہ میرے بندے سے درگذر کرو۔[27]

تخفیف وسہولت کے اصول:

اس قِصَّہ سے درج ذیل تخفیف وسہولت کے اصولوں اور دیگر مباحث کا حصول ہوتا ہے:

وکیل بنانا: قدیم تہذیب و ثقافت میں بھی وکیل بنائے جاتے تھے، اور حدیث مبارک میں اس شخص کو مقامِ مدح عطا کیا گیا ہے، پس غلام یا نوکر کو قرض وصول کرنے کا وکیل کر سکتے ہیں، اسی طرح وکیل کو معافی یا نرمی کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں، جیسا کہ حدیث مبارک سے واضح ہو رہا ہے۔

دعا میں جمع کے صیغے ادا کرنا: عہدِ اسلامی سے پہلے بھی بعض لوگ دعا و مناجات کرتے تھے، اللہ تعالیٰ سے مغفرت و بخشش کی امید رکھتے تھے، دعا میں جمع کے صیغے استعمال کرنا بہتر ہے، جیسا کہ اس حدیث میں مذکور شخص نے کہا تھا "عنّا"۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ اگر ایک کے حق میں دعا قبول ہو گئی، تو ان شاءاللہ سب کے حق میں قبول ہو جائے گی۔

اعمال صغیرہ پر اللہ تعالیٰ کی مہربانی: قدیم تہذیبوں میں بھی نرم دل اور انسان دوست پائے جاتے تھے، عصرِ حاضر میں بھی ایسے لوگوں کی کمی نہ ہے، دراصل جو بندوں پر مہربانی کرتا ہے، رب تعالیٰ اس پر کرم فرماتا ہے، کسی کو پھانسنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے، بلکہ پھنسے کو نکالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ معمولی نیکی کو بھی معمولی سمجھ کر چھوڑ نہیں دینا چاہیے، بلکہ کبھی ایک قطرہ بھی جان بچا لیتا ہے۔ ممکن ہے کہ چھوٹا عمل بخشش کا ذریعہ بن جائے اور کوئی معمولی گناہ چھوٹا سمجھ کر نہیں کر لینا چاہیے کہ کبھی چھوٹی چنگاری سارا گھر جلا ڈالتی ہے۔

مقروض کے ذریعے بخشش: اپنے مقروض پر مہربانی کرنا بخشش کا ذریعہ ہے۔ جو مقروض کو معافی یا مہلت دے، غریب کی غربت دور کرے، تو ان شاءاللہ دین و دنیا میں اس کی مشکلیں آسان ہوں گی۔ جیسا کہ حدیث مذکور بالا سے ثابت ہے۔ اس حکم میں مؤمن کافر سب شامل ہیں۔ کافر مصیبت زدہ کی مصیبت دور کرنے پر بھی ثواب مل جاتا

27۔ ایضاً، مسند الشامیین، بقیۃ حدیث ابی مسعود البدری الانصاری، ج28، ص313، ح17083

ہے، بلکہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک رنڈی نے پیاسے کتے کو پانی پلا کر جان بچائی، اللہ تعالیٰ نے اسے اسی پر بخش دیا۔ مقروض کی بابت فرمانِ الٰہی ہے کہ گر (مقروض) تنگ دست ہے، تو اسے اس کی فراخیِ دستی تک مہلت دو، اور (قرض کو معاف کرکے) تمھارا صدقہ کرنا زیادہ بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔[28] مقروض سے نرمی برتنے والے کی بابت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمتیں کرے، جو نرم ہو، جب بیچے اور خریدے اور جب تقاضا کرے۔[29]

3۔ کتے کو پانی پلانے پر بخشش:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:" بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ، فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ، ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ، يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ الرَّجُلُ:لَقَدْ بَلَغَ هَذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي بَلَغَنِي، فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلأَ خُفَّهُ، ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيهِ، حَتَّى رَقِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ، فَشَكَرَ اللهُ لَهُ، فَغَفَرَ لَهُ " قَالُوا:يَا رَسُولَ اللهِ، وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْرًا؟ فَقَالَ:" فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ"۔[30]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی راستے پر چلا جا رہا تھا کہ اسے پیاس کی شدت نے ستایا، اسے قریب ہی ایک کنواں مل گیا، اس نے کنوئیں میں اتر کر اپنی پیاس بجھائی اور باہر نکل آیا، اچانک اس کی نظر ایک کتے پر پڑی، جو پیاس کے مارے کیچڑ چاٹ رہا تھا، اس نے اپنے دل میں سوچا کہ اس

28۔ البقرۃ 280:02

29۔ صحیح بخاری، کتاب السھوںۃ، باب السھوںۃ والسماحۃ فی الشراء والبیع، ومن طلب حقا فلیطلبہ فی عفاف، ج3، ص57، ح2076

30 ۔ مسند احمد بن حنبل، مسند المکثرین من الصحابۃ، مسند ابی ھریرہ، ج16، ص410 ، ح10699؛ ج14، ص461، ح8874؛ ج16، ص343، ح10583؛ ج16، ص363، ح10620؛ ج16، ص438، ح10752؛ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب الماء الذی یغسل بہ شعر الانسان، ج1، ص45، ح 173؛ کتاب المساقاۃ، باب فضل سقی الماء، ج3، ص111، ح2363؛ کتاب الادب، باب رحمۃ الناس والبھائم، ج8، ص9، ح6009؛ صحیح مسلم، کتاب الاداب، باب فضل ساقی البھائم المحترمۃ واطعامھا، ج4، ص1761، ح2244؛ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، المکتبۃ العصریۃ، صیدا- بیروت، کتاب الجھاد، باب مایؤمر بہ من القیام علی الدواب والبھائم، ج3، ص24، ح2550؛ صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، فصل من البر والاحسان، ذکر رجاء دخول الجنان لمن سقی ذوات الاربع اذا کانت عطشی، ج2، ص301، ح544؛ باب ما جاء فی الطاعات وثوابھا، ذکر الخبر الدال علی ان الکبائر الجلیلۃ قد تغفر بالنوافل القلیلۃ، ج2، ص110، ح386

کتے کو بھی اسی طرح پیاس لگ رہی ہو گی، جیسے مجھے لگ رہی تھی، چنانچہ وہ دوبارہ کنوئیں میں اترا، اپنے موزے کو پانی سے بھرا اور اسے منہ سے پکڑ لیا اور باہر نکل کر کتے کو وہ پانی پلا دیا، اللہ تعالیٰ کو اس کا یہ عمل پسند آیا اور اسے بخش دیا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ سن کر پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! کیا جانوروں میں بھی ہمارے لیے اجر رکھا گیا ہے؟ تو نبی محتشم ﷺ نے فرمایا: ہر تر جگر رکھنے والی چیز میں اجر رکھا گیا ہے۔

تاریخی مباحث:

اس قصہ میں ایک مرد یا ایک عورت کا قصہ ہے، یہ روایات بنی اسرائیل کے متعلق ہیں، یہی وجہ ہے کہ امام بخاری و مسلم علیہما الرحمۃ کی حدیث میں یہ الفاظ "بَغِيٌّ مِنْ بَغَايَا بَنِي إِسْرَائِيلَ" موجود ہیں۔[31] امام ابن حجر عسقلانی اور امام زرقانی فرماتے ہیں کہ اس کے نام پر واقفیت نہیں ہو سکی،[32] تاہم یہ اسرائیلی شخص ہے،[33] اور یہی امام ابو یحیی السنیکی اور امام قسطلانی کا قول ہے۔[34] یہ قصہ قدرے تفصیلاً یوں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی جنگل کے راستے پر چلا جا رہا تھا[35]، ایک روایت میں مرد کی جگہ ایک فاحشہ عورت کا ذکر ہے[36] کہ اسے پیاس کی شدت نے ستایا، اسے قریب ہی ایک کنواں مل گیا،[37] اس نے کنوئیں میں اتر کر اپنی پیاس بجھائی اور باہر نکل آیا، اچانک اس کی نظر ایک کتے پر پڑی، جو پیاس کے مارے کیچڑ چاٹ رہا تھا، ایک

31۔ صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب حدیث الغار، ج4، ص173، ح3467؛ صحیح مسلم، کتاب الاداب، باب فضل ساقی البھائم المحترمۃ والعامھا، ج4، ص1761، ح2245

32۔ عسقلانی، فتح الباری، قولہ باب فضل سقی الماء، ج5، ص41، تحت حدیث: 2363؛ شرح الزرقانی علی الموطا، کتاب الجامع، باب الطعام والشراب، جامع ماجاء فی الطعام والشراب، ج4، ص482، تحت حدیث: 1729

33۔ ایضاً، قولہ باب الماء، ج1، ص278، تحت حدیث: 173

34۔ سنیکی، منحۃ الباری بشرح صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب الماء الذی یغسل بہ شعر الانسان، ج1، ص460، تحت حدیث: 173؛ قسطلانی، ارشاد الساری، کتاب الوضوء، باب اذا شرب الکلب فی اناء احدکم فلیغسلہ سبعا، ج1، ص256، حدیث: 173

35۔ عسقلانی، فتح الباری، قولہ باب فضل سقی الماء، ج5، ص41، تحت حدیث: 2363

36۔ مسند احمد بن حنبل، مسند المکثرین من الصحابۃ، مسند ابی ھریرہ، ج16، ص343، ح10583؛ ج16، ص363، ح10620

37۔ صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، فصل من البر والاحسان، ذکر رجاء دخول الجنان لمن سقی ذوات الاربع اذا کانت عطشی، ج2، ص301، ح543

روایت میں ہے کہ پیاس کی وجہ سے لوٹ پوٹ ہو رہا تھا، قریب تھا کہ وہ پیاس کی وجہ مر جاتا،[38] اس شخص نے اپنے دل میں سوچا کہ اس کتے کو بھی اسی طرح پیاس لگ رہی ہو گی، جیسے مجھے لگ رہی تھی، پس اس شخص کو کتے پر رحم آ گیا،[39] لیکن اس کو کوئی ایسی چیز نہ ملی، جس میں پانی بھر کے وہ کتے کو پلائے،[40] چنانچہ وہ دوبارہ کنوئیں میں اترا، اپنے موزے کو پانی سے بھرا اور اسے منہ سے پکڑ لیا اور باہر نکل کر کتے کو وہ پانی پلا دیا، فاحشہ عورت والی روایت میں ہے کہ اس نے موزے کو اپنے دوپٹے کے ساتھ باندھ کر کنویں سے پانی بھرا،[41] ایک روایت میں ہے کہ وہ شخص اپنے موزے میں پانی بھر بھر کے اس کتے کو پلاتا رہا، حتیٰ کہ وہ سیر اب ہو گیا،[42] جب اللہ تعالیٰ نے اس کا محاسبہ فرمایا،[43] تو اللہ تعالیٰ کو اس کا یہ عمل پسند آیا اور اسے بخش دیا، نیز جنت میں داخل کر دیا۔[44] صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ سن کر پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا جانوروں میں بھی ہمارے لیے اجر رکھا گیا ہے؟ تو نبی محتشم ﷺ نے فرمایا: ہر تر جگر رکھنے والی چیز میں اجر رکھا گیا ہے۔

تخفیف وسہولت کے اصول:

اس قِصّہ سے درج ذیل تخفیف وسہولت کے اصولوں اور دیگر مباحث کا حصول ہوتا ہے:

کنوئیں سے پانی پینا: زمانۂ قدیم میں لوگ کنویں سے پانی وغیرہ سے پانی بھر کے پیتے، پلاتے تھے، اور ہر زمانہ میں ایسے لوگ پائے جاتے رہے ہیں، جو مخلوقِ خدا کی خدمت کرتے رہے ہیں، رفاہِ عامہ میں بھر چڑھ کر حصہ لیتے رہے ہیں، قصہ میں مذکور شخص نے کنویں سے پانی پیا، پس پیاس کی حالت میں راستے میں بنے کنوئیں، ٹیوب ویل اور نلکے وغیرہ سے پانی پی سکتے ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں۔ جیسا کہ حدیث مذکور میں آدمی نے کنویں سے پانی پیا۔

38۔ مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ، ج7، ص127، ح34711

39۔ صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، فصل من البر والاحسان، ذکر رجاء دخول الجنان لمن سقی ذوات الاربع اذا کانت عطشی، ج2، ص301، ح543

40۔ مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ، ج7، ص127، ح34711

41۔ صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب اذا وقع الذباب فی شراب احدکم فلیغمسہ، فان فی احدی جناحیہ داء وفی الاخری شفاء، ج4، ص130، ح3321

42۔ مسند احمد بن حنبل، مسند المکثرین من الصحابۃ، مسند ابی ھریرہ، ج16، ص438، ح10752

43۔ مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ، ج7، ص127، ح34711

44۔ مسند احمد بن حنبل، مسند المکثرین من الصحابۃ، مسند ابی ھریرہ، ج16، ص438، ح10752

جانوروں کے ساتھ نرم برتاؤ کا اجر اور ان کا حق: گذشتہ اقوام میں بھی ایسے لوگ پائے گئے ہیں، جنہوں نے جانوروں کے ساتھ بھی حسنِ سلوک برتا ہے، جانوروں کو کھلانا، پلانا باعث اجر و ثواب ہے، جیسا کہ حدیث مبارک سے معلوم ہوتا ہے۔ عصر حاضر میں بھی اللہ تعالیٰ کے خاص بندے محض رضائے الٰہی سے چڑیا یا دوسرے جانوروں کو دانہ و کھانا ڈالتے رہتے ہیں، انھیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضرور اس کا اجر ملے گا۔ نبی اکرم ﷺ کے قول کے مطابق ہر تر جگر رکھنے والی چیز میں اجر رکھا گیا ہے۔ چہ جائیکہ جانوروں کو ناحق مارا جائے، شریعت خداوندی میں جانوروں کا حق ادا کرنے کا بھی حکم ہے کہ جس شخص کی ملکیت میں جانور ہوں، ان کے چارہ پانی کا انتظام کرے اور ان کو ناحق مارنے پیٹنے سے پرہیز کرے، نبی اکرم ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ جب جانوروں کا مالک جانوروں کا حق ادا نہیں کرتا، تو قیامت کے دن اس کے وہی جانور (بطور عذاب) اس پر مسلط کر دیئے جائیں گے، جو اپنی لاتیں اس کے منہ پر مارتے رہیں گے۔[45] بقول امام نووی جانوروں کا نفقہ مالک کے ذمہ پر واجب ہے،[46] جانوروں پر ظلم بھی عذاب کا باعث ہے، لہذا ان کا حق ضرور ادا کرنا چاہیے، تو جو انسان خصوصًا مسلمان پر ظلم کریں، وہ کیسی سزا کے مستحق ہوں گے۔ کوئی شخص صرف رحمت پر نظر لگائے ہوئے گناہوں پر بے باک نہ ہو جائے، کیونکہ اگر وہ ایک کتے کو پانی پلانے پر عمر بھر کے گناہ معاف کر کے جنت عطا فرماتا ہے، تو ایک بلی کو بھوکا پیاسا رکھ کر مار دینے پر صفت جلال میں دوزخ میں بھی ڈال دیتا ہے۔ اس لیے اس کی دونوں صفتوں پر نظر رہے اور ایمان، عذاب کے خوف اور ثواب کی امید کی درمیانی کیفیت ہے۔

جانوروں کو مارنے کی ممانعت: پچھلی تہذیبوں میں بھی بعض جانوروں سے نرمی برتتے تھے، جیسا کہ حدیث مذکور سے ثابت ہوتا ہے، ہمیں بھی جانوروں سے نرمی ہی برتنی چاہیے، بعض لوگ جہاں کتا، بلی وغیرہ نظر آتے ہیں، اس پر پتھر وغیرہ پھینکنا شروع کر دیتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے جانوروں کو بلا ضرورت مارنے سے منع فرمایا ہے۔ حدیث مبارک ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) یحییٰ بن سعید[47] کے ہاں تشریف لے گئے۔ یحییٰ کی

45۔ ابو عقبۃ ھمام بن منبہ، صحیفۃ ھمام بن منبہ، الناشر: المکتب الاسلامی، دار عمار-بیروت، عمان، ج1، ص47، ح71

46۔ نووی، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، ج14، ص241،240، تحت حدیث: 2243

47۔ ابو حارث یحیٰ بن سعید عاص الاموی مراد ہیں، آپ کی ولادت و وفات معدوم ہے، بہر حال تابعی ہیں، جب عبد الملک نے عمرو بن سعید جو حضرت یحیٰ بن سعید کے بھائی تھے، کو قتل کروایا تو حضرت یحیٰ بن سعید بن عاص حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو گئے، اور حضرت عبد اللہ بن زبیر کی شہادت تک ان کے ساتھ رہے۔ (ابن عساکر، علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ، ابو القاسم

اولاد میں ایک بچہ ایک مرغی باندھ کر اس پر تیر کا نشانہ لگا رہا تھا۔ عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) مرغی کے پاس گئے اور اسے کھول لیا، پھر مرغی کو اور بچے کو اپنے ساتھ لائے اور یحییٰ سے کہا کہ جانور کو مارنے کے لیے باندھنے سے اپنے بچے کو منع کر دو، کیونکہ میں نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سنا ہے، آپ نے کسی جانور وغیرہ کو مارنے کے لیے باندھنے سے منع فرمایا ہے۔[48]

پانی پلانا بھی صدقہ: گذشتہ تہذیب کے مذکورہ بالا قصہ سے عیاں ہوتا ہے کہ مخلوقِ خدا کو پانی پلانا افضل ترین اعمال میں سے ہے، بلکہ صدقہ ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارک ہے کہ حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: آپ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ صدقہ کون سا ہے؟ تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: پانی۔[49] لہذا پانی پلانا اللہ تعالی کے نزدیک عظیم ترین قربت کا سبب ہے۔ اللہ تعالی نے اس کے گناہوں کی مغفرت فرمادی، جس نے کتے کو پانی پلایا، تو پھر اس کی کیفیت کیا ہو گی؟ جس نے ایک مومن موحد انسان کو پانی پلایا اور اسے زندگی بخش دی؟۔ بہر حال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کے مطابق ہر تر جگر رکھنے والی چیز میں اجر رکھا گیا ہے۔

خلاصۂ کلام:

مذکور بالا تحقیق بعنوان "تخفیف وسہولت کے اصول کے عملی مظاہر: قصص الحدیث کا مطالعہ" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان کردہ واقعات (قصص الحدیث) میں پائے جانے والے اصولِ رحمت، آسانی اور اعتدال کو واضح کرتی ہے۔ مقالے میں تین اہم واقعات راستے سے کانٹا ہٹانے والے شخص، مقروض کے ساتھ نرمی برتنے والے تاجر، اور پیاسے کتے کو پانی پلانے والے انسان کو بطور مثال پیش کیا گیا ہے، تاکہ یہ ظاہر کیا جائے کہ اسلام میں نیکی صرف عبادات تک محدود نہیں بلکہ انسانی ہمدردی، عفو، شفقت، اور سہولت پسندی بھی ایمان کا مظہر ہیں۔ یہ قصص الحدیث سے واضح ہوتا ہے کہ کہ بظاہر معمولی نیکیاں جیسے کسی کو تکلیف سے بچانا، مقروض کو مہلت دینا یا جانور کو پانی پلانا در حقیقت اللہ کی رضا اور مغفرت کا ذریعہ بن سکتی ہیں۔ ان قصص کے ذریعے اسلام کی انسان دوست، فطری اور رحمت پر مبنی تعلیمات

(المتوفی: 571ھ)، مختصر تاریخ دمشق، دار الفکر للطباعة والتوزیع والنشر، دمشق، ط1، 1402 ھ، 1984ء، حرف الیاء، ج27، ص262، 263)

48۔ صحیح بخاری، کتاب الذبائح والصید، باب مایکرہ من المثلة والمصبورة والمجثمة، ج7، ص94، ح5514

49۔ سنن ابی داؤد، کتاب الزکاة، باب فی فضل سقی الماء، ج2، ص129، ح1679

نمایاں ہوتی ہیں۔ نیز یہ مطالعہ واضح کرتا ہے کہ نبی ﷺ کی تعلیمات میں تخفیف و سہولت کوئی نظریاتی تصور نہیں، بلکہ ایک عملی ضابطۂ حیات ہے، جو انسان کو روحانی تربیت، معاشرتی توازن اور اخلاقی بلندی کی راہ دکھاتا ہے۔